تلخ حقیقتیں
تحریر :بشارت علی چکوال

سفارشی کلچر
یہ غالبا2015 کے وسط کی بات تھی نئے نئے نوکریوں کے اشتہارات دیکھ کر وہاں کاغذات جمع کروانے کا ایک جنون سوار تھا- کچھ سیاسی بیک گراؤنڈ کی وجہ سے ہر کوئی کہتا تھا کہ فلاں کو بولیں آپ کے لئے کیا مسئلہ ہے- خیر ہم ٹھہرے ذرا بدیسی سوچ کے مالک- کہ چلو اپنی کوشش کر کے دیکھتے ہیں کہ تان کہاں ٹوٹتی ہے- خیر کوئی 20 جگہ کوشش کے بعد پاکستان نیوی کی طرف سے ٹیسٹ کیلیے مدعو کیا گیا تو ہم بھی پہنچ گئے اور وہاں باقی امیدواروں کی طرح انکے مروجہ طریقہ کار کے تحت ٹیسٹ دیکر واپسی کی راہ لی- یقین تو پہلے ہی نہیں تھا مگر حیرانگی ہوئی جب کچھ عرصہ بعد دوران لاہور ایک پرائیویٹ ملازمت کے میڈیکل کےلیے دعوت نامی موصول ہوا تو خوشی کی انتہا نہ رہی-خیر 2015 کے اختتام تک پاکستان نیوی میں اپنی جوائننگ دے دی- صدا کے لا ابالی انداز کے مالک تھے اس دوران ایک مرتبہ چھٹی پر واپسی ہوئی تو اپنے استاد سے ملاقات کے لیے وی ٹی آئی جانا ہوا- وہاں گیٹ پر سول سروے کے لیے لیب اسسٹنٹ کا اشتہار دیکھ کر نہ جانے کیا دل میں سمائی کہ وہاں بھی انٹرویو دے بیٹھے اور منتخب ہو گئے- وہیں بیٹھے بیٹھے اپنا استعفیٰ پاکستان نیوی کو لکھ بھیجا- اللہ غریق رحمت کرے اپنے آفیسر جناب خالد صاحب کو کہ انہوں نے بہت سمجھایا کہ بیٹا یہ مستقل نوکری ہے اور آپ بہت آگے جاؤ گے- مگر ہماری سمجھ فانی میں اس وقت کہاں بات بیٹھتی- کیونکہ گھر میں نوکری مل رہی تھی اور وہ بھی انسٹرکٹر لائن جو ہمیشہ سے اپنا پسندیدہ پیشہ رہا- خیر 2016 میں اپنے شہر کے ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ چکوال میں وارد ہوئے- یہ سلسلہ 2018 تک رہا- اس دوران سلیبس میں مروجہ رائج پرانے طریقہ کو آپ گریڈ کرنے کی ٹھانی تو پرنسپل صاحب کے سپورٹ کی وجہ سے آگے بڑھنے کا موقع ملا تو دن رات محنت سے 2018 کے آغاز میں لاہور کمیٹی نے سلیبس کو پاس کر کے میرے نام کے ساتھ کتاب چھاپ کر اعزاز بخشا- بلاشبہ یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز تھا- کہ میرے نام کے ساتھ صوبہ بھر کے ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس میں سروے کی کتاب پڑھائی جانے لگی- خیر عزت کہاں سنبھالی جاتی- ہم بھی ذرا اب کھل کر کھیلنے لگے کیونکہ واہ واہ کا چسکا لگ چکا تھا- اور نئی نئی آگے بڑھنے کی دھن میں مزید واہ واہ کے چکر میں اپنا آپ بھلا کر کچھ محنت سے اور کچھ ایڈمشن افسر کے جانے پر ایڈمشن افسر کی سیٹ سنبھالی تو یاروں نے اطوار ہی بدل ڈالے- بھئی ہم ٹھہرے متوسط طبقے کے لوگ ہمیں کہاں ایوانوں اور سرکاری نوکریوں کے اطوار پتا تھے- برعکس اس

کے کہ ہم بھی چپ چاپ دن گزار کر پتلی گلی سے نکلتے- حلال کھانے کی دھن میں راتوں کو دو دو بجے تک سرکاری ملازمت کے دوران کام کرتے رہے- اور مزید واہ واہ سے پیٹ بھرتے رہے- مگر لاعلم تھے کہ سیاسی ایوانوں سے لیکر سرکاری ایوانوں تک مافیا بیٹھی ہے- جن میں کچھ اعزازی طور پر صدارتی اور کچھ جاگیرداری طور پر جنرل سیکرٹری جیسے اہم عہدوں پر فائز تھے- تو ایسے ہی ایک دن جب این ٹی ایس میں کامیابی کے بعد اور سلیبس کے معلم کے طور پر اور کتاب کے مصنف کے طور پر مطمئن بیٹھے تھے کہ خیر سے ہم تو بڑے گرو ہیں کہ یہ گرنتھ- تو جناب نے لکھی ہے اور اس کو کھولنے کا ہنر بھی ہمارے پاس ہے- اسکے علاوہ دوران سروس تقریباً بیس سے بائیس لاکھ ٹینڈر جو کہ جدید ترین مشینری کےلیے پاس کروا چکا تھا کی مکمل ٹریننگ کے ساتھ ساتھ اسکے سافٹوئیرز سے بھی مکمل آشنا تھا اور مختلف اساتذہ کی رہنمائی کا شرف بھی حاصل گاہے بگاہے ہوتا-مگر خیر اس بات کو چھوڑئیے- خیر خیر کر کے کنٹریکٹ ری نیو ہونے کا دن آ پہنچا- کچھ صاحب ثروت لوگ جو صاحب شعور پر غالب آ نے کا ہنر رکھتے تھے- آن وارد ہوئے اور انٹرویوز کا آغاز ہو گیا- خیر میں کلاس لے رہا تھا کیونکہ اس وقت تک عملی طور پر ایک معلم کے فرائض ایک شریف معلم کی جگہ جو کہ وی ٹی آئی ہی کے ایک موصوف کے کزن تھے کی شرافت کی وجہ سے مجھے ہی دینے پڑھتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت سے الحمد اللہ ایک اچھا ٹیچر تھا اور اچھا کولیگ ہونا ثابت کرنے کے لیے سنئیر استاد کزن وی ٹی آئی جو کہ نہایت شریف و سفارشی تھے (خیر تھوڑا سفارشی اس مد میں کہ میرے استاد صاحب نے یہ کہا تھا کہ اس بچے کو منتخب کریں تو آپ کو اسکے جوہر کا پتا چلے گا) میں بھی اس مد میں تھا- مگر موصوف تو پراپر جناب کزن وی ٹی آئی بن کر آئے تھے اور آج کل ٹیلرنگ کا کام کرتے ہیں(میرٹ کا اندازہ مجھے پھر بھی نہ ہو سکا) آپ خیر میرٹ کا اندازہ اس سے ہی لگا لیجئے- تو جب انٹرویو کےلیے مجھے کلاس سے بلایا گیا تو نام پوچھ کر واپس بھیجا تو میں یہی سمجھا کہ این ٹی ایس میں نمبر اور اشارہ سے تین سالہ وابستگی کی وجہ سے بس خامہ پریس کی گئی ہے اور مجھے ہی مستقل کیا جائے گا کیونکہ جو سلیبس پڑھایا جا رہا تھا اور جو مشینری استعمال کی جا رہی تھی اسکی مجھے مکمل ٹریننگ گھر کےلیے تو نہ دلوائی گئی تھی-

مگر- افسوس کروں یا خوشی سے آج جھوموں کہ شکر الحمدللہ یہ صاحب اقتدار لوگ میرٹ کی بجائے اپنے من پسند فیصلے کرتے ہیں تو ہم جیسے لوگ دیار غیر میں اپنے پاؤں جمانے کےلیے نکل پڑھتے ہیں جہاں واہ واہ تو نہ سہی مگر اپنے آپ کو سنوارنے آگے بڑھنے کے وسیع مواقع حاصل کرتے اور میرٹ کے مطابق اور اپنے کام کے مطابق ریوارڈ حاصل کرتے ہیں-

یہی کچھ یہاں بھی ہوا- خامہ پری کے ساتھ ایک نئے اور جنرل سیکرٹری کے ذاتی جاننے والے انتہائی و سادہ انسان کو منتخب کر لیا گیا(غیر سادگی اور شرافت اپنی جگہ اور کلاس کو سکھانا پڑھانا ایک بالکل مختلف عمل)- اور اس پہ متضاد یہ کہ مجھے کہا گیا اپکو ایڈجسٹ کر لیں گے آپ ذرا نئے آنے والے کو سکھائیں کہ کیسے پڑھا نا ہے اور مشینری کا استعمال بھی بتائیں-
خیر یاروں نے دو تین مرتبہ کلاس کی کنجیاں ایوانوں تک پہنچانے کی کوشش کی مگر دو چار دن پھر بن جانا ہوا اور آخر چارج لیتے ہی انکو بنی- جن کا بعد میں پتا چلا کہ بیس بائیس لاکھ کی مشینری چھوڑ کر وہ اپنے کسی جاننے والے سے پرانی مشینیں لا کر سکھانے کی کوشش کرتے رہے کہ اسکا سافٹ ویئر بشارت نکال کر لے گیا ہے - عقل کے اندھوں کو ہر جگہ ہرا ہی سوجھتا ہے- آجکل کے بچے کو بھی پتا ہے کہ سافٹوئیر کیا ہوتا ہے- خیر زیر نظر تحریر نظروں سے گزری تو
ذرا مماثلت نظر آئی
-
یہ 1998 کی بات ہے مصر میں مشہور ڈانسر فیفی عبدو کا طوطی بولتا تھا،حکومتی ایوانوں سے بزنس کلاس تک فیفی کے ٹھمکوں کی زد میں تھے-

قاہرہ کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں اپنے جلوے دکھانے کے بعد فیفی نے شراب پینے کیلئے بار کا رخ کیا،شراب زیادہ پینے کی وجہ سے وہ اپنے ہوش کھو بیٹھی اور بار میں ہنگامہ کھڑا کر دیا، ہوٹل میں وی آئی پیز کی سکیورٹی پر مامور پولیس آفیسر فوری وہاں پہنچ گیا،اس نے بڑے مودبانہ انداز میں فیفی سے کہا کہ آپ ایک مشہور شخصیت ہیں اس طرح کی حرکتیں آپ کو زیب نہیں دیتی-

یہ آفیسر خوش مزاجی اور خوش اخلاقی کیلئے مشہور تھے اس ہوٹل میں قیام کرنے والی اہم شخصیات انہیں پسند کرتی تھیں،وہ ایک فرض شناس آفیسر تھے-

فیفی کو پولیس آفیسر کی مداخلت پسند نہ آئی اس نے نشے کی حالت میں ہی اعلی ایوانوں کا نمبر گھمایا اور پولیس آفیسر کا کہیں دور تبادلہ کروا دیا-

اگلی شام جب فیفی کا نشہ اترا اس نے ہوٹل انتظامیہ سے پولیس آفیسر کے متعلق پوچھا اسے بتایا گیا کہ آپ نے اس کا تبادلہ کروایا ہے فیفی نے فون گھمایا سرکار نے پولیس آفیسر کو واپس ہوٹل رپورٹ کرنے کا حکم دیا-

پولیس آفیسر نے پولیس سے متعلقہ وزیر کو اپنا استعفی پیش کیا،ان دنوں وجدی صالح وزیر ہوتے تھے وزیر نے حیرت سے پولیس آفیسر سے پوچھا کہ اس ہوٹل میں ڈیوٹی کرنے کیلئے پولیس آفیسر بڑی بڑی سفارشیں کرواتے ہیں آپ کو دوسرا موقع ملا لیکن آپ استعفی پیش کر رہے ہیں؟

پولیس آفیسر نے تاریخی جواب دیا
"جس ملک میں ایک شرابی عورت کے اشارے پر ٹرانسفری اور ایک رقاصہ کے حکم پر واپسی ہوتی ہو اس ملک میں کسی غیرت مند کا رہنا عار اور عیب ہے" -

چند ماہ بعد اس آفیسر نے مصر ہی چھوڑ دیا آج وہ امریکہ میں اپنے بڑھاپے کے دن خوشی سے گزار رہا ہے-

یہ صرف ایک مصر کی کہانی نہیں ہے یہ ہمارے ہر غریب دیس کی کہانی ہے،یہ میرے ملک کی بھی کہانی ہے-

لیکن

ہماری انفرادی اور اجتماعی غیرت مر چکی ہے-
تو اپنے دل کی بات نکل آئی کہ چلو اچھا ہوا- جہاں کے فیصلے ''
جاگیردارانہ نظام کے تحت ہوں اور ایک مصنف کم کریکلم ممبر اپنے ہی لکھے کو پڑھانے کےلیے نا اہل ہو تو وہاں رقاصہ کا ناچ اور غیرت مند کےلئے وہاں سے جانا اور بے غیرتوں کےلیے طوائفوں کے کوٹھے سے بہترین جگہ کہاں-
چہ جائیکہ میرٹ-
اور مبارک ہو ان جاگیرداروں وڈیروں اور شکریہ جنکی وجہ سے آج دیار غیر میں جہاں لوگ صرف سوچتے ہیں اللہ کے کرم سے اپنا بزنس اپنے انسٹی ٹیوٹ کو لانچ کر سکا-
خیر عمران پرتاب گڑھی کیا خوب لکھتے ہیں

مجھ کو ظالم کا طرفدار نہیں لکھ سکتے
وہ مجھ کو لاچار نہیں لکھ سکتے
جاں ہتھیلی پر رکھ کربول رہا ہوں جو سچ
اُس کو اس ملک کے اخبار نہیں لکھ سکتے